مولانا دین محمد وفائی

مولانا غلام مصطفیٰ قاسمی

مولانا دین محمد وفائی مرحوم جنھیں علامہ داؤد پوتا نے اپنے ایک مضمون میں سندھی زبان کی چلتی پھرتی ڈکشنری لکھا ہے، وطن عزیز کے ان عالموں، ادیبوں، صحافیوں اور مورخوں میں سے تھے۔ جن کی یاد کو کبھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

مولانا وفائی تعلقہ گڑھی یاسین (ضلع سکھر) کے ایک چھوٹے سے گاؤں نبی آباد میں رمضان المبارک ۱۳۱۱ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد گرامی کا نام مولوی حکیم گل محمد تھا۔ وہ ابھی نو (۹) سال کی عمر کو پہنچے تھے کہ والد گرامی کے سایۂ عاطفت سے محروم ہو گئے۔ انھوں نے فارسی کی ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی۔ اس کے بعد گڑھی یاسین میں علامہ محمد قاسم سے کچھ کتابیں پڑھیں۔ علامہ محمد قاسم سندھ اور بلوچستان کے مفتی، عربی و فارسی کے بہت بڑے عالم، سندھی زبان کے ماہر صاحب طرز ادیب اور بلند پایہ شاعر تھے۔

فلسفے اور دوسرے فنون کی تعلیم کے لیے اوستے بھلے ڈنو آباد میں سندھ کے مشہور منطقی عالم مولانا خادم حسین جتوئی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بہت فیض حاصل کیا۔ یہاں علامہ حاجی حسن اللہ پاٹائی کے خاص شاگرد اور جید عالم مولانا غلام عمر سونی جتوئی سے سیال کوٹی نصاب کی تحصیل کی اور سند فراغت حاصل کی یہ مولانا وفائی مرحوم کی تحصیل علمی کا مختصر خاکہ ہے۔

تحصیل علمی سے فراغت کے بعد رانی پور کے پیروں کے گدی نشین کے بیٹوں کی تعلیم کے لیے کچھ عرصہ رانی پور میں قیام کیا۔ اسی طرح ٹلاٹ کے راشدی سلسلے کے پیروں کے ساتھ ان کے

مترجم: ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری۔ ۹/۱ علی گڑھ کالونی کراچی ۔۔۔۵۸۰۰ء

بچوں کی اتالیقی کی وجہ سے تعلق پیدا ہوا۔ وہاں انھیں سید رشد اللہ شاہ جھنڈے والے کی صحبت سے فیض اٹھانے کا موقع ملا۔ پیر سید رشد اللہ شاہ اپنے وقت کے بلند پایہ محدث تھے۔ حضرت پیر صاحب علیہ الرحمہ کی کوشش سے گوٹھ پیر جھنڈا (ضلع حیدرآباد) میں عربی کا بہت بڑا مدرسہ قائم ہوا تھا۔ اس کے علاوہ پیر صاحب نے ایک بڑا علمی کتب خانہ بھی قائم کیا تھا۔ جس کے لیے انھوں نے ہزاروں قیمتی کتابیں علامہ محمد ہاشم ٹھٹھوی کے کتب خانہ (ٹھٹھ) سے حاصل کی تھیں۔ مولانا وفائی مرحوم نے کتب خانے سے بہت علمی فیض حاصل کیا تھا۔

اسی دوران میں آریہ سماجیوں کی طرف سے سندھ کے سنجوگی شیخوں کو شدھی کرنے کی تحریک شروع ہوئی مولانا وفائی مرحوم کے دل پر اس کا بہت اثر ہوا اس لیے انھوں نے اپنی حجرہ نشینی اور خلوت گزینی کی زندگی ترک کی اور شدھی کے فتنے کے انسداد کے لیے سندھ کے دیہات کا دورہ کیا اور دشمنانِ دین کے ناپاک ارادوں کو خاک میں ملا دیا۔

شدھی اور سنگھٹن کی تحریک کے انسداد اور تبلیغ و اشاعت کے کاموں کے سلسلے میں مولانا وفائی مولانا تاج محمود امروٹی۔ مولانا محمد صادق (کھڈے والے) اور شیخ عبدالمجید صاحب (سندھی) سے بھی ملتے رہتے تھے۔ ان بزرگوں کے مشورے اور تعاون سے انھوں نے شدھی تحریک کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور بالآخر اس فتنے کو ہمیشہ کے لیے ختم کر کے چھوڑا۔

جنگ عظیم اول کے نتیجے میں خلافت ترکی کا مسئلہ پیدا ہو گیا تھا ہندوستان میں جو تحریک شروع ہوئی تھی اس کا بہت بڑا میدان سندھ تھا اس تحریک کو کامیاب بنانے، قوم کی تربیت اور اصلاح کے لیے ۱۹۲۰ء میں الوحید کے نام سے کراچی سے ایک سندھی روزنامہ جاری ہوا۔ مولانا اول دن سے اس کی ادارت میں شامل تھے، پھر اس کے با اختیار ایڈیٹر بن گئے الوحید کی ادارت سے کامل بائیس برس ان کا تعلق رہا[1]۔ تحریر و انشا کی ان میں پہلے ہی سے خدا داد صلاحیت موجود تھی۔ مولانا غلام عمر سومرو صوبائی کی صحبت میں کتابت و انشاء اور علمی تحریروں کی مشق نے سونے پر

---

[1] الوحید مارچ ۱۹۲۰ء میں جاری ہوا تھا مولانا وفائی مرحوم نے درمیان میں ایک سال کے وقفے کے ساتھ ۱۹۴۳ء تک اس کی ادارت کے فرائض انجام دیے۔ (ا۔س۔ش)

سہاگے کا کام کیا تھا۔ الوحید میں انھیں اپنی علمی معلومات سے کام لینے اور زورِ قلم دکھانے کا بہترین موقع ملا۔ الوحید کے فائلوں میں مولانا وفائیؔ کے مضامین ان کے حُسنِ انشا، ذوقِ تحقیق، علمی معلومات، مطالعے کی وسعت اور تالیف و تدوین کے کمال کے شاہد عدل ہیں۔

مولانا وفائیؔ کی تحریر و انشا کا سلسلہ الوحید سے پہلے ہی شروع ہو چکا تھا۔ جب انھوں نے صحیفہ قادریہ (رانی پور) اور ماہنامہ الکاشف (ٹلاہ) جاری کیا تھا یہ سلسلہ ان کی وفات تک جاری رہا۔

الوحید کی ادارت کے ساتھ مولانا وفائیؔ مرحوم نے 'توحید' کے نام سے اپنا ایک ذاتی رسالہ بھی جاری کیا تھا جو پہلے پندرہ روزہ تھا پھر اسے ماہنامہ کر دیا تھا۔ یہ خالص علمی، دینی، تبلیغی اور اصلاحی رسالہ تھا۔ اس کا پہلا پرچہ ۱۵ ربیع الاول ۱۳۴۲ھ بروز جمعہ مطابق ۲۴ اکتوبر ۱۹۲۷ء کو نکلا تھا۔ اس میں ایڈیٹر کے نوٹ کا عنوان "عرضِ حال" تھا۔ بعد میں اسے "ملاحظات" کے عنوان سے بدل دیا گیا۔

اس سے قبل ٹلاہ کے زمانۂ قیام میں "الکاشف" کے نام سے جو سندھی رسالہ نکالا تھا، اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ سندھی زبان کا پہلا رسالہ ہے، جس میں سندھ کی تاریخ اور تمدن پر مولانا وفائیؔ کے قلم سے معیاری علمی مضامین شائع ہوتے تھے۔ ۱۹۲۶ء میں مولانا نے "الحزب" کے نام سے ایک بہت خوبصورت ہفتہ وار سندھی اخبار نکالا تھا۔ الوحید سے الگ ہونے کے بعد مولانا وفائیؔ مرحوم روزنامہ آزاد کے ایڈیٹر ہو گئے۔

مولانا عبیداللہ سندھی مرحوم کی وطن واپسی (۱۹۳۹ء) کے بعد ان کی شاگردی اختیار کرنے کے بعد مولانا وفائیؔ کا میلانِ تصنیف و تالیف کی طرف بہت بڑھ گیا تھا۔ ان کا زیادہ وقت علمی ادبی اور تاریخی کتابوں کے مطالعے میں گزرنے لگا تھا۔ مولانا وفائیؔ کی عمر کا بڑا حصہ صحافت میں گزرا تھا اور صحافت کی مشغولیتوں میں تصنیف و تالیف کے کام کے لیے وقت نکالنا بہت دشوار ہوتا ہے۔ اس کے باوجود مولانا مرحوم کی محنت اور شوق کا یہ نتیجہ تھا کہ انھوں نے بہت سی تالیفات و تصنیفات اور تراجم اپنی یادگار چھوڑے ہیں ان میں سے چند اہم کتابوں کے نام یہ ہیں:

(۱) الہام الباری، ترجمہ تجرید البخاری (پانچ جلدوں میں) (۲) محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم)

(۳) تا (۶) چاروں خلفائے راشدین پر الگ الگ تالیفات (۷) غوث اعظمؒ (۸) خاتون جنت (۹) نومسلم ہندو رانیاں (۱۰) زندگی کا مقصد (۱۱) قرآنی صداقت (آریہ سماج تحریک کی رد میں) (۱۲) ہندو دھرم اور قربانی (۱۳) یادِ جاناں (جان محمد جونیجو مرحوم رئیس المہاجرین کا تذکرہ)، (۱۴) لطف اللطیف (۱۵) شاہ کا مطالعہ (۱۶) تذکرہ مشاہیر سندھ (چار جلدیں) اور دوسری متعدد کتابیں۔

مولانا وفائی ایک صاحب طرز ادیب تھے۔ ان کی تحریر و اندازِ نگارش کا کیا کہنا۔ اس کی دل ربائی کا عالم ہی کچھ اور تھا عربی اور فارسی کا عالم ہونے کے باوجود وہ ایسی زبان لکھتے تھے۔ جسے ہر کوئی سمجھ سکتا تھا اور جس سے ہر کوئی فائدہ اٹھا سکتا تھا۔ عربی اور فارسی الفاظ کو ایسے سلیقے سے استعمال کرتے تھے، جس سے سندھی زبان کا حسن دوبالا اور اس کی دل ربائی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

جن لوگوں نے مولانا وفائی کو دیکھا ہے، ان سے ملے ہیں اور باتیں کی ہیں اور ان کی تحریروں کا مطالعہ کیا ہے انھیں اندازہ ہوگا کہ مولانا کیسے خوش شکل، خوش لباس، خوش گفتار اور مہذب انسان اور کتنے بڑے عالم اور کیسے فاضل شخص تھے۔ البتہ جن لوگوں نے مولانا کو نہیں دیکھا انھیں سندھ کے بڑے ادیب اور مورخ سید حسام الدین راشدی کے بیان سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ وہ شکل و صورت میں کیسے اور کتنے بڑے ادیب اور کن خوبیوں کی حامل شخصیت تھے۔ راشدی صاحب مرحوم نے لکھا ہے:

"مہندی لگی ہوئی سرخ داڑھی، روشن آنکھیں، کشادہ پیشانی، دل کش ناک و نقشہ، بیضوی چہرہ — نہ زیادہ لمبا نہ بالکل گول، کھلتا ہوا گندمی رنگ، متوسط قد، مضبوط کاٹھی، سادہ لباس، سندھ کے اکابر اہل علم میں سے تھے۔ فارسی اور اردو پر عبور تھا۔ سندھی ان کی مادری زبان تھی اور اس پر ان کی مہارت مسلم تھی۔ ہوش سنبھالتے ہی قلم ہاتھ میں لیا تھا۔ کتنے ہی اخبار نکالے کتنے ہی رسالے لکھے۔ سندھ میں تاریخ کے امام تھے۔ حافظہ آخر وقت تک غضب کا تھا۔ سندھ کی تاریخ پر عبور تھا اور مشاہیر کے سوانح حیات اور ان کی ولادت اور وفات کی تاریخیں تک زبانی یاد تھیں۔"

افسوس کہ ان کی موت سے سندھی زبان اپنے ایک بڑے خدمت گزار سے اور سندھی ادب اپنے ایک مایۂ ناز ادیب اور صاحب طرزِ انشا پرداز سے محروم ہو گیا جس کا بدل ممکن نہیں۔ سندھی زبان کا یہ ماہر، بے بدل ادیب قابل فخر عالم، عظیم مورخ اور بلند پایہ صحافی ۱۸ اپریل ۱۹۵۰ء کو ہم سے ہمیشہ کے لیے بچھڑ گیا۔

مولانا دین محمد وفائی

سندھ کی ایک نادرِ روزگار شخصیت

ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری

مولانا دین محمد وفائی ضلع سکھر (سندھ) کے تعلقہ گڑھی یاسین کے ایک گوٹھ کھی عرث بنی آباد میں ۲۷ رمضان المبارک ۱۳۱۱ھ مطابق ۳ اپریل ۱۸۹۴ء کو منگل کے دن پیدا ہوئے وہ بھٹی قوم کے ایک علمی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔

ان کے والد کا اسمِ گرامی خلیفہ حکیم گل محمد تھا۔ اور وہ حکیم مولوی میر محمد ابن حکیم محمد صالح کے بیٹے تھے۔ ان کا خاندان اہلِ علم وفضل اور اصحابِ فنِ طب کا مشہور خانوادہ تھا۔ اس نے اپنے علم وفن کے ذریعے خدمتِ خلق میں کئی صدیاں بسر کی تھیں۔ مولانا دین محمد وفائی اس خاندان کے علم وفضل کے وارث اور اپنے بزرگوں کے سچے جانشین تھے۔

سلسلہ صالحین کی یہ بڑی خوش نصیبی ہے کہ انھیں خلف صالح وسعید میسر آئیں۔ اور اخلاف صالح وسعید کے لیے یہ بڑے شرف کی بات ہے کہ انھیں سلف صالحین سے نسبت نسب وقرابت حاصل ہو۔ مولانا دین محمد وفائی کو بے شبہ یہ شرف حاصل تھا کہ ان کے اَبٌ وجَدّ کا تعلق اربابِ علم اور اصحابِ فن سے تھا۔ ان کا شمار صالحین میں ہوتا ہے۔ مولانا دین محمد وفائی نے اپنے بزرگوں کی نیک نامی کو اپنی دنیاوی زندگی کے لیے وسیلہ نہیں بنایا بلکہ خود اپنی ذاتی صلاحیت وکرامت سے اپنے بزرگوں کی نیک نامی اور شہرت کا وسیلہ بنے۔

مولانا دین محمد وفائی کو اللہ تعالیٰ نے ذہن وفکر کی بہترین صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ علم کی بلندیوں پر سرفراز فرمایا تھا۔ اعمالِ صالحہ کی توفیق ارزانی فرمائی تھی اور دین کی تبلیغ، عقائد ورسوم

کی اصلاح، شرک و بدعت کے قطع اور قوم وملت کی خدمت کے شرف سے ممتاز کیا تھا۔

مولانا وفائی ایک ہمہ جہت اور ہمہ صفت شخصیت تھے انھوں نے وقت کے تعلیمی اور درسی نصاب و رواج کے مطابق علوم کی اسلامیہ و عالیہ کی تکمیل کی تھی۔ عربی اور فارسی کی باقاعدہ تحصیل کی تھی۔ اردو زبان کی تحصیل انھوں نے بے قاعدہ کی، ہو یا باقاعدہ، لیکن وہ اردو زبان اور ادب و شعر کا اعلیٰ ذوق رکھتے تھے۔ اس کا اندازہ ان کی سندھی تحریروں کے مطالعے سے ہو جاتا ہے۔ انھوں نے داغ دہلوی، حسرت موہانی، جگر مرادآبادی اور بعض دیگر شعرائے اردو کی شاعری پر جس طرح جچے تلے الفاظ میں تبصرہ کیا ہے اور ان کی شاعری کے خصائص کی نشاندہی کی ہے۔ اس سے پتا چلتا ہے کہ وہ اردو شاعری کے بہترین ذوق سے بہرہ ور تھے۔ ویسے بھی جو مولانا حالی، علامہ شبلی، سید سلیمان ندوی، ابوالکلام آزاد جیسے اردو کے صاحب طرز ادیبوں اور انشاء پردازوں کی تصنیفوں اور تحریروں کا عاشق ہو اور ان جیسے اہل زبان کی تحریروں نے جس کے علمی ذوق کی تربیت میں حصہ لیا ہو، وہ ان کی زبان کے اعلیٰ ذوق سے کیسے ناآشنا رہ سکتا ہے۔

اگر چہ علمی زندگی کی مصروفیت اور صحافتی زندگی کی ہنگامہ خیزیوں نے انھیں شعرگوئی کی طرف پوری طرح توجہ کرنے کی فرصت نہیں دی تھی۔ لیکن وہ سندھی زبان کے بہترین شاعر بھی تھے۔ وفائی ان کا تخلص تھا۔ ان کی شاعری کا بیشتر حصہ قومی شاعری کا بہترین نمونہ پر مشتمل ہے جس کا انداز حالی کی قومی اور ملی شاعری سے ملتا ہے بہترین قطعہ گو بھی تھے۔ اور تاریخ نکالنے کا ان میں ایک خاص ملکہ تھا۔ ان کے اس خاص فن اور کمال کا اظہار ان قطعات تاریخ میں ہوتا ہے۔ جو انھوں نے اپنے عزیزوں، دوستوں اور بزرگوں کی وفات پر کہے ہیں۔ اللہ بخش عقیلی سرشار نے ان کے شاعرانہ کمال پر مختصر تبصرہ کیا ہے اور اس کے ماخذ کی نشان دہی بھی کی ہے اور ماہنامہ الاسلام کراچی اور ماہنامہ توحید کراچی کے فائلوں سے رجوع کرنے کا مشورہ دیا ہے۔

مولانا وفائی سندھی کے بہترین مقرر، خطیب اور مناظر بھی تھے۔ تحریک خلافت کے زمانے سے لے کر شدھی اور سنگھٹن کی تحریک کے زمانے تک غیر مسلموں میں تبلیغ و اشاعت اسلام اور مسلمانوں میں عقائد و رسوم کی اصلاح کی تحریک میں ان کی ان صلاحیتوں کا بہترین اظہار رہا تھا لیکن جیسا کہ ان کی زندگی کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ وہ عمل سے زیادہ علمی ذوق کے انسان تھے

اور ان کی بہترین ذہنی و فکری صلاحیتوں کا اظہار صحافت اور تصنیف و تالیف کے میدان میں ہوا ہے۔

مولانا دین محمد وفائی سندھی زبان کے بلند پایہ مصنف اور کثیر التعداد تالیفات علمیہ کے مولف و مرتب اور مترجم بھی تھے۔ ان کی علمی زندگی جس کا آغاز ان کی بیس برس کی عمر میں ہوا تھا، موت کو لبیک کہنے تک تصنیف و تالیف اور تحریر و ترجمہ کے مشاغل میں گزری تھی، انھوں نے سیرت نبوی، سیرت صحابہ اور تذکرہ علماء و صلحاء کے سوانح، عقائد، فقہ، حدیث، تصوف، طب علم تہذیب و معاشرت اور مذاہب و فرق باطلہ کے رد میں کتابیں لکھیں اور کئی اہم عربی فارسی کتابوں کے ترجمے اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ جن کی مجموعی تعداد ۲۸ تک پہنچتی ہے۔

۱. سیرت نبوی میں "تاریخ محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)

۲. سیرت صحابہ میں، صدیق اکبرؓ، فاروق اعظمؓ، سیرت عثمانؓ، حیدر کرارؓ، اور خاتون جنتؓ بی بی فاطمہ

۳. بزرگوں کے تذکرہ و سوانح میں، حضرت غوث الاعظم اور راحت لروح۔ تذکرہ حضرت مخدوم نوح ہالائی

۴. مشاہیر کے سوانح میں، یاد جاناں (سندھ سے تحریک ہجرت (۱۹۲۰ء) کے قائد مسٹر جان محمد جونیجو مشہور بہ رئیس المہاجرین کے حالات و افکار ان کی معرکۃ الآراء تحقیقی کارنامہ ہے۔ تذکرہ مشاہیر سندھ (چار جلدوں میں) ہے۔

۵. عقائد و فقہ اور دعوتِ اسلام و اصلاح رسوم جاہلیہ میں، توحید اسلام ترجمہ تقویۃ الایمان، نماز سندھی مترجم، لاجواب تحریر قرآنی، صداقتِ اسلام، رسوم موتیٰ

۶. مذاہب و فرق باطلہ کے رد میں، الختم علی فم الخصم (قادیانی مذہب کے رد میں) ہندو دھرم اور قربانی (آریہ مذہب کے رد میں) اور اذکار حسین (شیعوں کے رد میں)۔

۷. مذاہب حقہ کے اثبات میں، اعتقاد صحیح (اہل حدیث کی حمایت میں)

۸. سیاست اسلامی و ملی میں، اظہار الکرامت فی تحقیق مسئلۃ الخلافت والامامت اور ضرورت الخلافت (ترجمہ)

۹. تراجم میں، توحید اسلام ترجمہ تقویۃ الایمان، ضرورۃ الخلافت (یہ کتاب مولانا محمد نور الحق مدرسہ دارالرشاد گوٹھ پیر جھنڈا کے پرنسپل کی عربی میں ہے) ترجمہ فتوح الغیب اور الہام الباری فی ترجمہ تجرید البخاری، تراجم میں مولانا وفائی کا یہ عظیم الشان کارنامہ ہے جو پانچ جلدوں میں مکمل ہوا۔

۱۰. تاریخ و سوانح میں، لو مسلم ہندو رانیاں
۱۱. طب میں، علاج اسپ (گھوڑوں کی بیماریوں کے علاج میں)
۱۲. تنقید و شرح و ادب میں، لطف اللطیف (حضرت شاہ بھٹائی کے کلام پر تبصرہ) اور "شاہ جے رسالے جو مطالعو" کا تعارف و تبصرہ۔
۱۳. فلسفہ و تہذیب و معاشرت میں، مقصد زندگی۔

ان کتابوں میں سے بیشتر کتابیں چھپ چکی ہیں۔ بعض مسودات کی صورت میں مکمل یا نامکمل ہیں لیکن جو کتابیں چھپ چکی ہیں ان میں سے بھی بیشتر نایاب ہیں۔ لیکن ان کے قلم سے نکلا ہوا سب سے بڑا علمی سرمایہ ان کے اخبارات و رسائل میں مضامین، مقالات اور شذرات کی شکل میں منتشر ہے۔ جو تالیف و تدوین کے لیے کسی صاحب عزم کے انتظار میں ہے۔

مولانا وفائی سندھی زبان کے صاحب طرز انشاء پرداز تھے۔ ان کی عام تحریریں، سیرت و سوانح کی کتب آسان زبان اور رواں دواں تحریر کی حامل ہیں۔ وہ چوں کہ عربی اور فارسی کے عالم تھے اس لیے ان کی تحریر میں ان زبانوں کا اثر خاصا نمایاں ہے۔ وہ عربی اور فارسی کے الفاظ کو سندھی روپ کے بجائے ان کے اصل روپ میں استعمال کرتے ہیں پیر سید حسام الدین راشدی نے تذکرہ مشاہیر سندھ کے مقدمے میں ان کی تحریر کی اس خوبی کی طرف اشارہ کیا ہے اور بہت سے ایسے الفاظ کی مثالیں بھی دی ہیں۔ پیر صاحب مرحوم کے علاوہ سرشار عقیلی اور ڈاکٹر نبی بخش بلوچ نے اپنے مضامین میں ان کے اسلوب تحریر اور طرز نگارش کے خصائص کی طرف توجہ دلائی ہے اور سب سے بڑا حوالہ تو خود مولانا وفائی کی اپنی تحریریں ہیں جن کے مطالعے سے ہر شخص ان کے اسلوب تحریر اور طرز نگارش کے خصائص کا اندازہ لگا سکتا ہے۔

ان کے اسلوب تحریر کی بعض خوبیاں اسے اردو تحریر و نگارش کے بہترین خصائص سے بہت قریب لے آتی ہیں اور سندھی زبان کے لیے اردو زبان کی اجنبیت کو اس کے لیے مانوس بنا دیتی ہے اور یہی نتیجہ اس کے برعکس حاصل ہوتا ہے۔ اگر الفاظ کے اس استعمال کو جس کی خصوصیت کی طرف مرحوم راشدی صاحب اور ڈاکٹر نبی بخش بلوچ صاحب نے اشارہ کیا ہے اسے ترقی دی جائے اور عربی فارسی اور ہندی زبانوں کے ہزارہا الفاظ جو دونوں زبانوں میں مشترک ہیں ان کے روپ کی

یکسانیت دونوں زبانوں میں ایک انقلاب پیدا کردے گی اور چند برس کے بعد ایک خوش آیند تبدیلی ہر صاحبِ ذوق اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھ اور اس کی آوازیں کانوں میں رس گھولتی ہوئی محسوس کرلے گا۔

مولانا وفائی زبان کی تحقیق اور لغات کے صحیح استعمال کا بہت عمدہ ذوق رکھتے تھے وہ سندھی زبان کی ایک جامع لغت کی تدوین کی ضرورت کو بھی شدت سے محسوس کرتے تھے اور اپنے اسی ذوق کی بناء پر وہ سندھی مرکزی بورڈ کے قیام کی سعی میں شریک ہوئے تھے اور اس کی لغت کمیٹی کی رکنیت قبول کی تھی۔

مولانا دین محمد وفائی علمی و تاریخی تحقیق کے امور کے رمز آشنا تھے۔ تذکرہ مشاہیر سندھ کی تالیف کے سلسلے میں انھوں نے جو طریقہ کار اختیار کیا تھا اس کے مطالعے سے ان کے اس ذوق پر بخوبی روشنی پڑتی ہے اس کے لیے انھوں نے جب

(۱) قدیم مطبوعات، تاریخوں، تذکروں (۲) مخطوطوں، غیر مطبوعہ کتابوں، بیاضوں، دواوین، تذکار، شجرہ جات وغیرہ (۳) معاصرین کے بارے میں اہل علم کے ذاتی معلومات (۴) اکابر رجال کے اخلاف، اولاد، مریدین اور معتقدین کے ذرائع معلومات (۵) تاریخی آثار، مقابر، مساجد وغیرہ کے کتبات (۶) وقت کے اخبار و رسائل وغیرہ ذرائع معلومات کو اپنے تذکرے کے ماخذ اور مراجع و مصادر بنایا تھا اور روزانہ آزاد اور ماہنامہ توحید کے ذریعے مواد کی فراہمی کے سلسلے میں تعاون کرنے کی ارباب علم اصحابِ ذوق اور اہل نسبت سے درخواست کی تھی تو گویا انھوں نے اپنے پختہ، محکم اور مکمل تحقیقی شعور اور اس کے کاموں سے اپنے آشنا ہونے کا ثبوت پیش کردیا تھا۔ تذکرہ مشاہیر سندھ کے علاوہ ان کی تاریخ، سیرت اور سوانح میں جو کتابیں ہیں ان کے مطالعے سے ان کے تحقیق کے بہترین ذوق اور پختہ شعور کا پتا چلتا ہے۔ ان کے ذوق تحقیق کا اظہار ان کی دینی مسائل کی کتابوں مثلاً مولوی فیض الکریم کے جواب میں ان کی تالیف اظہار الکرامت فی تحقیق مسئلۃ الخلافت والامامت میں ہوا ہے۔

مولانا وفائی مرحوم مطالعے کے بہت شائق اور کتابوں کے بہت رسیا تھے۔ مخطوطات کا تو انھیں بہت ہی شوق تھا۔ ۱۹۴۲ء میں انھوں نے پنجاب اور یوپی کا سفر کیا تھا۔ اس میں اہل علم اور اصحاب فضل و کمال سے ملاقاتوں اور آثارِ قدیمہ کی سیاحت و مشاہدے کے علاوہ ان کے جس شوق کا اظہار ہوا ہے